مولانا عبدالعزیز پرہاڑوی

حیات وخدمات

مولانا احسان الحق (پہلی قسط)

نام ونسب

حضرت علامہ اپنی تصنیف ''الزمرد'' کے ص:۳ پر اپنے نام اور نسب کے متعلق لکھتے ہیں:

''ابوعبدالرحمٰن عبدالعزیز بن ابی حفص احمد بن حامد القرشی۔''(۱)

موصوف کے والد محترم متقی، صوفی اور بعض علوم شریعہ کے عالم تھے، علم ریاضی میں انہیں خاص درک تھا۔(۲)

موصوف کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا، کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان ''کابل'' سے ''پنجاب'' آیا تھا، لیکن ان کے نزول کی حتمی تاریخ معلوم نہیں ہوسکی۔(۳)

تاریخِ ولادت، جائے ولادت

حضرت علامہ مرحوم کے سن پیدائش اور جائے پیدائش میں مؤرخین کا کافی اختلاف ہے، بعض نے سن پیدائش ۱۲۰۶ھ/۱۷۹۲ء، بعض نے ۱۲۰۷ھ اور بعض نے ۱۲۰۹ھ کہا ہے، اسی طرح جائے ولادت میں بعض نے ''احمد پور شرقیہ''، بعض نے علاقہ ''غزنہ'' (مضافاتِ افغانستان) اور بعض نے ''پرھاڑ'' نامی بستی کہا ہے، اور تیسرا قول راجح ہے۔(۴)

بستی ''پرھاڑ'' کا محل وقوع اور آب وہوا

موصوف اپنی کتاب ''الزمرد'' میں لکھتے ہیں:

''بیرھیار'' – جعلها الله دار القرار – وهو موضع عذب الماء، طيب الهواء، بقرب الساحل الشرقي لنهر السند من مضافات قلعة أدّو على نحو أربعة وعشرين ميلا من

دا ر الأمان ملتان إلي المغرب مائلا إلي الشمال۔"(٥)

ترجمہ:"بستی پرھاڑ میٹھے پانی اور خوشگوار ہوا کی حامل بستی ہے، جو کوٹ اڈو کے مضافات میں دریائے سندھ کے مشرقی ساحل کے قریب ملتان سے ٢٤ میل دور شمال مغربی جانب واقع ہے۔"

ابتدائی تعلیم اور اساتذہ

موصوف کے بچپن کے تفصیلی حالات معلوم نہ ہو سکے، جس کے تین اسباب کی طرف ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اشارہ کیا ہے۔

١:...... علامہ ایسے پسماندہ علاقہ میں رہائش پذیر تھے، جہاں نہ اہل علم کو اور نہ ان کی سوانح کو اہمیت دی جاتی تھی۔

٢:...... ان کا نہایت کم عمری میں انتقال ہو گیا تھا۔

٣:...... موصوف کی بود وباش جس علاقے میں تھی، وہاں چاروں طرف ان کے حاسدین تھے، جو ہر وقت ان کی تحقیر وتذلیل میں لگے رہتے، اور یہی ان کی تالیفات کے ضیاع کا سبب بنا۔(٦)

ڈاکٹر ظہور صاحب کی یہ باتیں ہمیں چند وجوہات کی بنا پر نا قابل قبول ہیں:

١:...... مرحوم کا زمانہ علم دوست زمانہ تھا، جس میں وقت کا ولی عہد شاہ نواز اُن سے کتب لکھنے کی فرمائش کرتا ہے، اور بہت سی سوانح عمریاں اس دور کی یادگار ہیں، جب کہ ڈاکٹر صاحب کے قول کے مطابق علماء اور ان کی سوانح سے عدم اعتناء کا زمانہ تھا۔

٢:...... دوسری بات جو ڈاکٹر صاحب نے کم عمری کی لکھی، یہ امر بھی راقم کو ہضم نہیں، اس لیے کہ تاریخ ایسے حضرات سے بھری پڑی ہے کہ ان حضرات کا نہایت کم عمری میں انتقال ہوا اور ان کی سوانح عمریاں آج ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔

٣:...... اور تیسرا سبب تو انسان کی شہرت کا ذریعہ ہے، نہ کہ اُسے پردۂ خفاء میں بھیجنے کا، خصوصاً جب محسود سلسلۂ چشتیہ کا پیر طریقت اور عارف باللہ بھی ہو، اور محاورہ ہے: "تعرف الأشياء بأضدادها۔"

راقم کے خیال میں علامہ مرحوم کی سوانح کی عدم دستیابی مرحوم کی وہ للٰہیت اور تقویٰ تھا، جس کی وجہ سے وہ شہرت اور ناموری سے کوسوں دور بھاگتے تھے، اور ان کے علم کے ضیاع کا سبب یہ ہوا کہ اُنہیں ایسے شاگرد نصیب نہیں ہوئے، جو ان کے علوم کو آگے پھیلا سکیں، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمرو q کے متعلق خود حضرت ابو ہریرہ q (جو ایک کثیر الروایۃ صحابی ہیں) سے منقول ہے کہ ان کے پاس مجھ سے زیادہ حدیثیں تھیں، مگر ان کی کثرتِ عبادت اور ذی استعداد طلبہ کی عدم دستیابی کی وجہ سے ان کی صرف (۷۰۰) احادیث منقول ہیں، جبکہ حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات (۵۳۷۴) ہیں، اور لیث بن سعد v کے بارے میں آتا ہے کہ وہ حضرت امام مالک v سے زیادہ فقیہ تھے، مگر اُنہیں شاگرد ایسے میسر نہ ہوئے، جو ان کے علم کو مدوّن کرسکیں۔ (۷)

اوراسی طرح ہمارے استاد محترم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحلیم چشتی صاحب-أطال اللّٰه بقائهٗ ومتعنا اللّٰه بعلومهٖ، آمین- نے اپنے مقالے (بنام مولانا انور شاہؒ) میں علامہ ابن الھمام v (۸۶۱ھ) کا ایک قول نقل کیا ہے، جوانہوں نے علامۃ الدہر شیخ محمد بن محمد الشدالی (۷۶۷ھ) کے متعلق کہا تھا: ''هذا الرجل لاينتفع بكلامهٖ ولا ينبغي أن يحضر درسهٗ إلا حذّاق العلماء۔''(۸)

یہی قول یہاں بھی صادق آتا ہے، کیونکہ خود مصنّف اور مصنَّف اس بات کی گواہی دیتے ہیں، مصنّف تو اپنی مصنَّف کے بارے میں لکھتے ہیں: ''فإن لنا مؤلفات كثيرة فيما ذكرنا، ولكن لم نجد من يفهمها فضلا عن من يستحسنها''۔(۹)

اور یہی وجہ ہے کہ مرحوم پر پی، ایچ، ڈی، کرنے والے حضرات میں سے کسی نے بھی ان کے شاگردوں کی فہرست تو درکنار ایک شاگرد کا نام بھی نہیں گنوایا۔

اساتذہ

موصوف کے صرف تین اساتذہ کا علم ہوسکا ہے:

۱:......موصوف کے والد حافظ احمد صاحب۔ (۱۰)

۲:......حافظ جمال اللہ ملتانی (المتوفی: ۱۲۲۶ھ/۱۸۱۱ء)۔ (۱۱)

۳:......حضرت محبوب اللہ خواجہ خدا بخش ملتانی چشتی (۱۲۵۱ھ)۔ (۱۲)

اول الذکر سے صرف قرآن مجید حفظ کیا، اور بعض ابتدائی کتب اور علم الحساب حاصل کیا۔ (۱۳)

اس کے بعد تقریباً دس سال کی عمر میں اپنی بستی سے رختِ سفر باندھا اور حضرت خواجہ نور محمد مہاروی v (المتوفی: ۱۲۰۵ھ/۱۷۳۰ء) کے خلیفہ حضرت حافظ جمال اللہ ملتانی چشتی v کی خدمت میں پہنچ کر بقیہ علوم وفنون اُن سے حاصل کیے۔ (۱۴) اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ: موصوف کے علم کا یہ شرف اُنہیں اول تا آخر حضرت خواجہ خدا بخشؒ کی شاگردی میں نصیب ہوا۔ (۱۵)

موصوف اور ملاقاتِ حضرت خضر علیہ السلام

بعض حضرات نے حضرت مرحوم کی تمام علوم وفنون پر دسترس کو دیکھ کر کہا کہ: ان کی حضرت خضر m سے ملاقات ہوئی۔ مرحوم نے ان سے اپنی غباوت کا اظہار کیا تو حضرت خضر m نے ان کے لیے دعا کی۔ یہ اسی دعا کا نتیجہ وثمرہ تھا کہ انہیں (۲۷۰) علوم میں کمال حاصل تھا، جس کی تصریح خود انہوں نے بھی کی ہے۔ (۱۶)

مگر اس واقعہ کا انکار علامہؒ اپنی زندگی میں ہی کر چکے تھے، چنانچہ ایک واقعہ لکھا ہے: ''ایک موقع پر حضرت پرہاڑوی v کے ایک ہم مکتب نے ان سے سلطان المشائخ خواجہ خدا بخشؒ کی موجودگی میں پوچھا: ''تمہیں خضر m مل گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں، جس میں آپ کو مہارت حاصل نہ ہو؟'' مولانا پرہاڑوی v نے حضرت خواجہ خدا بخش v کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: ''ان کی موجودگی میں مجھے کسی خضرؑ کی ضرورت نہیں۔'' (۱۷)

اور تاریخ میں یہ بات ثبت ہے کہ حضرت خواجہ خدا بخش v کا انتقال ۲ رصفر ۱۲۵۱ھ کو ہوا ہے، اور تقریباً ۱۲ رسال پیشتر صاحب ترجمہ اس دارِ فانی کو داغِ مفارقت دے گئے تھے، یعنی جب تک حضرت پرہاڑوی v زندہ تھے، انہیں حضرت خضر m کی ضرورت نہیں پڑی۔

اسی طرح یہ بھی لکھا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی غباوت کی شکایت اپنے استاذ وشیخ حافظ جمال

اللہ چشتی سے کی، ان کی دعا کی برکت سے علم وحکمت کے دروازے آپ پر کھل گئے۔ غالبًا اسی واقعہ کی طرف انہوں نے اپنے ان اشعار میں اشارہ کیا ہے:

علم ایشاں نظری وکسبی بود	علم ما اشراقی ووھبی بود
من کیم امداد فضل ایزداست	بعدازاں فیض نبی ومرشداست (۱۸)

حضرت علامہؒ اور ذوق سخن

حضرت علامہؒ کی کتب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عربی اور فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے، ان کی اکثر کتب کے شروع اور آخر میں ان کا کلام مذکور ہے، جن کا ذکر ان کی تصانیف کے تذکرہ میں آئے گا۔ باقی اس صنف میں مستقل ان کی کسی تصنیف کا ہمیں علم نہیں، البتہ کتاب ''معدل الصلاۃ'' میں ان کے ۲۲/اشعار درج ہیں، جس میں وہ علمائے ہند پر کافی برہم دکھائی دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

أيا علماء الهند طال بقاء كم	وزال بفضل الله عنكم بلاء كم
رجوتم بعلم العقل فوز سعادة	وأخشى عليكم أن يخيب رجاء كم
فلا في تصانيف الأثير هداية	ولا في إشارات ابن سينا شفاء كم
ولا طلعت شمس الهدى من مطالع	فأوراقها ديجوركم لاضياء كم
وما كان شرح الصدر للصدر شارحا	بل ازداد منه في الصدور صداء كم
وبازغة لاضوء فيها إذا بدت	وأظلم منها كالليالي ذكاء كم
وسلّمكم مما يفيد تسفّلا	وليس به نحو العلو ارتقاء كم
فما علمكم يوم المعاد بنافع	فيا ويلتي ماذا يكون جزاء كم
أخذتم علوم الكفر شرعا كأنما	فلاسفة اليونان هم أنبياء كم
مرضتم فزدتم علة فوق علة	تداووا بعلم الشرع فهو دواء كم
صحاح الحديث المصطفى وحسانه	شفاء عجيب فليزل منه داء كم (۱۹)

فارسی نمونۂ کلام

روزے کہ نظر در ساعت طامع گردد
با سعد نکوکن و بانحس بدی

روزے کہ موافق ہمہ واقع گردد
تا عملہائے تو نافع گردد (۲۰)

اس کے علاوہ موصوف نے ایک کتاب ''الإیمان الکامل'' عقائد پر فارسی نظم میں لکھی ہے۔ (۲۱)

علامہ پر ہاڑوی علماء و محققین کی نظر میں

۱:- نبراس کے محشی مولانا محمد برخوردار صاحب v لکھتے ہیں:

''ھذہٖ تعلیقات علی مواضع متفرقۃ من کتاب النبراس للحافظ العلامۃ والحبر الفھامۃ حامل لواء الشریعۃ محقق المسائل الاعتقادیۃ صاحب تصانیف الجلیۃ کالیاقوت...... مولانا عبد العزیز الفرھارویؒ کان محدثا، مفسرا، جامعا للمعقول والمنقول، ماھرا للفروع والأصول۔'' (۲۲)

۲-علامہ عبدالحئ لکھنوی v (۱۳۴۱ھ/۱۹۲۳ء) لکھتے ہیں:

''الشیخ العالم المحدث عبد العزیز بن أحمد بن الحامد القرشی الفریھاری الملتانی أبوعبد الرحمٰن کان من کبار العلماء، لہٗ مصنفات کثیرۃ فی المعقول والمنقول''۔ (۲۳)

۳:- امام المحدثین، نجم المفسرین، زبدۃ المحققین، مولانا محمد موسیٰ روحانی البازی v (متوفی: ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء) لکھتے ہیں:

''ھو العلامۃ الکبیر بل ذو الشان العظیم، نادرۃ الزمان، سلطان القلم والبیان، کان آیۃ من آیات اللّٰہ بلا فریۃ ونادرۃ من نوادر الدھر بلامریۃ.

ھیھات لایأتی الزمان بمثلہٖ إن الزمان بمثلہٖ لبخیل داھیۃ من الدواھی، وباقعۃ من البواقع، کم من عوارف ھو ابن بجدتھا، وکم من فنون ھو أبو عذرتھا، وإن أقسم أحد أن أرض إقلیم فنجاب من باکستان لم یولد فیھا مثلہٗ منذ خلق اللّٰہ ھذہٖ الأرض ودساھا لکان بارا حسب ما نعلم من التاریخ''۔ (۲۴)

۴:- شیخ عبدالفتاح ابو غدہ v (متوفی: ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء) لکھتے ہیں:

''العلامة النابغة الشيخ عبد العزيز الفرهاروی الهندیؒ ذو التآليف المحققة''۔ (۲۵)

تصانیف

مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی v فرماتے ہیں کہ: انہوں نے ہر علم وفن میں تصنیف کی۔

لکھتے ہیں: ''صنّف كتبا فی كل فن ما يحير الألباب۔''(۲۶)

اور موصوف خود لکھتے ہیں: ''فإن لنا مؤلفات كثيرة۔''(۲۷)

حضرت علامہؒ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے، علماء وفقراء سے بے حد الفت کرتے، مطالعہ میں بڑا انہماک تھا، رشد وتدریس کے سلسلے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا ذوق کامل بھی رکھتے تھے۔ (۲۸)

کم قسمتی سے آپ کی اکثر کتب حوادثات زمانہ کی نذر ہوگئیں، ان کی چند تصانیف مطبوعہ ہیں، اوران کی طرف منسوب بعض کتب کے ناموں کی بازگشت چلی آرہی ہے، چند مطبوعہ تصانیف کا تعارف حسب ذیل ہے:

۱:...... السلسبيل

کتاب کے سرورق پراس کا پورا نام ''السلسبيل فی تفسير التنزيل '' لکھاہے، یہ کل اُنتیس (۲۹) پاروں کی تفسیر ہے، جسے کاتب عبدالتواب نے ۶ رذوالقعدہ بروز جمعرات ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء میں لکھا۔

کتاب کی ابتداان الفاظ سے ہوتی ہے: ''باسمك مصلياً ومسلماً وآله وأصحابهؓ۔'' اور آخراس طرح ہے: ''وهذا قيل: (فی الدنيا)، اركعوا (صلوا) بعدهٗ (بعد القرآن)۔''

اس کے بعد کاتب مرحوم لکھتے ہیں:

''إلىٰ هنا وجد التفسير، ولعلهٗ لم يتيسر للمصنف إتمامهٗ لدرك الموت أو لغيره، والله أعلم۔''

اس کتاب کی ڈاکٹر شفقت اللہ خان نے تحقیق کرکے جامعہ پنجاب، لاہور سے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری

حاصل کی ہے۔

۲:......الصمصام

کتاب کے سرورق پر اس کا پورا نام ’’الصمصام فی أصول تفسیر القرآن ‘‘ درج ہے، جبکہ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی v کی تصریح کے مطابق یہ تاویل کی مذمت پر ہے۔ **(۲۹)**

اس کی کتابت عظمت اللہ صاحب نے بروز ہفتہ ۱۸؍رجب/ ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء کو مکمل کی، درمیان میں یہ رسالہ ناقص ہے۔ یہ رسالہ موصوف کی کتاب ’’نعم الوجیز‘‘ کے حاشیہ پر مکتبہ سلفیہ محلّہ قدیرآباد ملتان سے شائع ہوا تھا، سن طباعت درج نہیں۔

۳:......نعم الوجیز

یہ کتاب بروز جمعہ ۱۷؍صفر ۱۲۳۶ھ/ ۲۲؍نومبر ۱۸۲۰ء کو مکمل ہوئی۔

اس کا پورا نام کتاب کے سرورق پر یوں درج ہے: ’’نعم الوجیز فی البیان والبدیع ‘‘ جبکہ اسی کتاب کے دوسرے صفحہ پر خود مصنف لکھتے ہیں: ’’نعم الوجیز فی إعجاز القرآن العزیز۔‘‘

یہ کتاب مکتبہ سلفیہ محلّہ قدیرآباد ملتان سے شائع ہوئی تھی، سن طباعت درج نہیں۔

اس کتاب کی سن ۱۹۹۲ء میں حبیب اللہ صاحب نے تحقیق کر کے بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے ایم اے کی ڈگری حاصل کی، پھر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے اس میں ایک قیمتی مقدمہ کا اضافہ کیا، اور ۱۹۹۴ء میں ’’المجمع العربی الباکستانی‘‘ نے شائع کی۔

مراجع ومصادر

۱:......دیکھیے: الزمرداز مؤلف، طبع: حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور، مطبع رفاہ عام بابونورالحق، سن طباعت: ۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء۔

۲:......القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، صفحہ: ۲۵۵۔ ڈاکٹر محمد شریف سیالوی: ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

۳:......القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، صفحہ: ۲۵۵۔ ڈاکٹر محمد شریف سیالوی: ادارہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور۔

۴:......القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۲۔ اور دیکھیے: مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۰۴۰۔

۵:...... دیکھیے: الزمرداز مؤلف، ص: ۱۳۵، طبع: حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران کتب بازار کشمیری لاہور، مطبع رفاہِ عام بابو نورالحق، سن طباعت: ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء۔

۶:......القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

۷:......تفصیل کے لیے دیکھیے: تہذیب الکمال للمزی: ۱۵/۴۴۴، ترجمہ لیث بن سعد: قول امام شافعی، طبع: دارالفکر بیروت، سن طباعت: ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۸:...... دیکھیے: مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی، مقالہ بنام مولانا انور شاہ صاحب، معارف اعظم گڑھ، ص: ۳۴۱، شمارہ نمبر: ۵، جلد نمبر: ۱۰۰، طبع: اعظم گڑھ۔

۹:......مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص: ۱۰۹، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

۱۰:......بحوالہ مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۰۴۰۔

۱۱:...... بحوالہ مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

۱۲:......بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶، و ص: ۴۸ و ص: ۶۸ تا ۶۹۔

۱۳:...... بحوالہ مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶۔

۱۴:......بحوالہ مکمل اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ص: ۱۰۴۰، اور القلم: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۶ تا ۲۵۷۔

۱۵:......بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶۔

۱۶:......مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص: ۱۰۵، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

۱۷:......بحوالہ سوانح محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش، مرتب: مختار احمد پیرزادہ، طبع: اردو اکیڈمی بہاولپور، ص: ۴۶۔

۱۸:......القلم: جلد: ۵، شمارہ: ۵، ص: ۲۵۷۔

☆اخرج الی الفضاء وطالع الحدائق الغناء وتفرج فی خلق الباری وابداع الخالق۔ ☆

۱۹:......معدل الصلاۃ از علامہ محمد بن پیر علی المعروف ببرکلی (المتوفی:۹۸۱ھ)،ص:۱۶،طبع: مکتبہ سلفیہ قدیر آباد ملتان، سن طباعت:۱۳۲۸ھ۔

۲۰:......السر المکتوم مما أخفاہ المتقدمون للفرھاروی، حاشیہ صفحہ:۱۴،طبع: العزیز اکیڈمی، کوٹ اڈو، ضلع مظفر گڑھ، مصنف کی کتاب ''رسالۃ الأ وفاق'' کے ساتھ غالباً ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوئی۔

۲۱:......القلم: جلد:۵، شمارہ:۵، ص:۲۵۷۔

۲۲:......القسطاس:۲، مطبع خضر مجتبائی، ملتان، سن طباعت:۱۳۱۸ھ۔

۲۳:......نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۳، طبع دوم، سن طباعت:۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھند۔

۲۴:......حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی ص:۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت:۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

۲۵:......تعلیقات الرفع والتکمیل از شیخ عبد الفتاح ابوغدہ، ص:۲۸۹، قدیمی کتب خانہ کراچی۔

۲۶:...... حاشیۃ الطریق العادل إلی بغیۃ الکامل علی بغیۃ الکامل السامی شرح المحصول والحاصل للجامی للروحانی البازی، ص:۲۲۷، الطبعۃ السابعۃ، سن طباعت:۱۴۲۷ھ/۲۰۰۶ء، ادارۃ التصنیف والادب، لاہور، پاکستان۔

۲۷:......مناظرۃ الجلی فی علوم الجمیع للفرھاروی، ص:۱۰۹، کوثر النبی کے ساتھ مکتبہ قاسمیہ نزد سول ہسپتال چوک فوارہ ملتان سے (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء میں) شائع ہوئی۔

۲۸:......بحوالہ مکمل اسلامی انسائکلو پیڈیا، ص:۱۰۴۰۔

۲۹:......نزھۃ الخواطر:۷/۲۸۳، طبع دوم، سن طباعت:۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ھند۔

(جاری ہے)

☆علیک بالمشی والریاضۃ، واجتنب الکسل والخمول، واھجر الفراغ والبطالۃ.☆